ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر عظمیٰ حسن
شعبہ اردو جامعہ کراچی

جنگ آزادی کے بعد تہذیبی صورتحال اور اکبر الہ آبادی کی شاعری

Dr.Uzma Hassan
Department of Urdu University of Karachi.

***Corresponding Author:**

Cultural Situation after the War of Independence and the Poetry of Akbar Allahabadi

The British who entered the Indian subcontinent for the purpose of trade and over time being opportunistic eventually took the crown and ruled for more than ninety years. During this period, he also introduced his own education system to train his subjugated nation. The main aim of this system of education was to produce a batch of students who are Indian in terms of color, race and lips and accent, but British in moral and intellectual terms. The British, by using a lot of propaganda, gave the impression that they alone were responsible for the development and prosperity of India. However, the reality was quite the opposite. India's loot was the cause of England's prosperity. Akbar Allahabadi seems to criticize the propagation and imitation of Western civilization. Where Western civilization was alienating the local people from religion, there was a strong effort to subjugate science and philosophy in comparison to religion. The modern educated class had established the awe of the West on their minds to such an extent that the West was in every field of life. Akbar Allahabadi fulfilled the duty of leading the nation by bringing this situation under observation.

Key Words: *Akbar Allah Abadi, Cultural situation, War of Independence, The British, Indian subcontinent, subjugated nation, development and prosperity of India, Western civilization.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

بر صغیر پاک و ہند میں مسلم حکومتوں کے زوال اور ہند مسلم ثقافت کی دگرگوں کیفیات نے اس معاشرے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ معاشی صورت حال، اخلاقی کیفیت تباہ ہو چکی تھی۔ مذہب رسم پرستی کا شکار نظر آ رہا تھا۔ عوام بے بسی سے اس صورت حال میں مبتلا تھے۔ انگریزوں کے بڑھتے ہوئے اقتدار اور اپنے حکمرانوں کی بے بسی پر رنج اور کرب کی حالت میں گرفتار تھے۔ اودھ کے حکمراں کو جس کا علاقہ کبھی خوش حال تھا اور وہاں اچھی حکومت قائم تھی، مالی مشکلات پیش آئیں، کیوں کہ کمپنی کے مطالبات اعتدال سے متجاوز ہو گئے تھے۔ بے روزگاری نے لکھنو میں بھی ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ وہ معاشرہ جس کی ہر شب شبِ برات اور ہر روز روزِ عید تھا، اب کرب و بلا کی تصویر بنا ہوا تھا۔

ضبطی اودھ سے سات آٹھ لاکھ آدمی بے چارہ و بے روزگار ہو گئے تھے۔ کمپنی کے تسلط کے ساتھ زندگی کا انداز بدلنے لگا تھا۔ فنون لطیفہ تضیع اوقات و اسراف کا ذریعہ سمجھے جا رہے تھے۔ غیر ملکی حکمرانوں نے ہندوستان کی جو حالت کر دی تھی اس کے بارے میں میکلم لوٹیں جج عدالت عالیہ مدراس و ممبر کونسل نے اپنے ایک رسالے میں لندن سے لکھا تھا:

> ہم نے ہندوستانیوں کو ذلیل کیا۔ ان کے قانون وراثت کو منسوخ کیا، بیاہ شادی کے قاعدوں کو بدل دیا، مذہبی رسم و رواج کی توہین کی، عبادت خانوں کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ سرکاری کاغذات میں انھیں کافر لکھا۔ امرا کی ریاستیں ضبط کر لیں، لوٹ گھسوٹ سے ملک تباہ کیا، انھیں تکلیف دے کر مال گزاری وصول کی، سب سے اونچے خاندانوں کو برباد کر کے انھیں آوارہ گرد بنا دینے والے بندوبست قائم کیے۔ (۱)

قدیم علوم و فنون اپنی اہمیت کھونے لگے تھے۔ اہل حرفہ، یکتائے زمانہ افراد، بے مول رُل رہے تھے۔ بقیہ اشرافیہ رسوائے زمانہ تھا۔ مسلم ہندوستان کے بے مثال شہر جس کے بارے میں ولیم ہاورڈ رسل نے لکھا:

> شادابی کے خاموش ٹھہرے ہوئے سمندر میں سے ابھرتے ہوئے لاجوردی اور شہری محلوں، بنیادوں، گنبدوں، برجوں، کھمبوں کی قطاروں، حسین متناسب ستون والے طویل روکاروں اور سائباں چھتوں کا ایک منظر، میلوں نگاہ دوڑاتے چلے جاؤ یہ سمندر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے درمیان اس پرستانی شہر کے مینار چمکتے نظر آتے ہیں. مجھ کو تو اتنا حسن و تاثر نہ روم میں محسوس ہوا نہ ایتھنز میں، نہ قسطنطنیہ میں نہ اپنے دیکھے ہوئے کسی دوسرے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

شہر میں اور اس شہر کو میں جس قدر زیادہ دیکھتا ہوں اسی قدر اس کی خوبیاں کھلتی جاتی ہیں۔[۲]

اس کی دل کش اور بھی سجی سجائی انجمن کے اجڑنے اور واجد علی شاہ کے لکھنو سے جانے کا غم اس قدر شدید تھا کہ اس نے لکھنو کے دبستان شعری کی واہ کو آہ میں تبدیل کر دیا۔

اجاڑا موسم گل ہی میں آشیاں میرا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھ پہ آسمان صیاد
چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یوں ہی ہو جائے بے نشاں صیاد [۳]میر یار علی رند

اودھ کی ضبطی اور انگریزوں کے مظالم اور پالیسیوں نے اس عظیم سر زمین کی تہذیب و تمدن کو تہس نہس کرنے کے عمل نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو جنم دیا۔ سلطنت کا زوال مسلمانوں کے لیے صرف ایک ہیجانی مسئلہ نہیں تھا۔ انھیں تمام اعتبار سے نقصان پہنچا تھا۔ ایک حکمران نسل کو بہت سے نفسیاتی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا وقار اور احترام ہوتا ہے۔ اسے اعتماد و افتخار حاصل ہوتا ہے۔ اجنبی حکومت کے ماتحت ان میں سے اکثر کو سخت دھمکا جاتے ہیں تو حقیقی مصیبت شروع ہوتی ہے۔[۴] ان مصائب کو برداشت کرتے کرتے اب ہندوستان کے باشندوں کی نفرت اور برداشت کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا اور وہ کسی صورت بھی اس زمین پر انگریز کو دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ یہ جنگ ہندوستان کی جنگ تھی، عوام کی جنگ تھی ان کی شناخت، ان کے وقار اور بے بسی کی موت سے نہ مرنے کی جنگ تھی۔ یہ اہل ہند اور خاص طور سے مسلمانانِ ہند کی طرف سے انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی نہایت طاقتور عوامی تحریک تھی جس میں ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ شریک تھے۔ دہلی کو بچانے کے لیے جہاد فرض ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا گیا۔[۵] شاہ عبد العزیز نے کہا۔۔۔ مسلمان اب دار الحرب میں ہیں۔ یعنی ایک ایسے علاقے میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس پر اقتدار سے انھیں محروم کر دیا گیا ہے۔ اس فتوے میں یہ بات مضمر تھی کہ اس قسم کے علاقوں کے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مسلم اقتدار کی بحالی کے لیے جد وجہد کریں۔(۶) بہر حال اس جنگ میں اہل ہند کا سامنا اپنے سے زیادہ طاقتور اور عیار دشمن سے تھا جس کی حکمت عملی ہی تفرقہ ڈال دینے تقسیم کر دینے اور حکومت کرنے کی تھی۔ اس جنگ کی ناکامی صرف ایک جنگ کی ناکامی نہیں تھی بلکہ ایسی تباہی تھی جس کے اثرات آج تک اس خطہ پر ثبت ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کا منظر نامہ مکمل طور پر تبدیل ہو گیا۔ اس واقعہ نے صرف مسلمانوں کی حکومت ہی ان سے نہیں چھینی تھی بلکہ جذباتی، معاشرتی، سماجی اور معاشی سطح پر اہلِ ہند کو مفلوج کر دیا تھا۔ ایک عظیم الشان تہذیبی قلعہ کا انہدام نہ صرف دلوں کو دہلا گیا بلکہ ذہنوں کو بھی سکتہ کی کیفیت میں مبتلا کر گیا۔ اگرچہ اس ہندو مسلم تہذیبی قلعہ کی دیواریں تو ابھی دل کش نظر آتی تھیں لیکن اس کی بنیادیں کمزور سے کمزور تر ہوتی گئیں۔

اس جنگ کے بعد انگریزوں نے مسلم ہندوستان کو مٹا کر رکھ دیا۔ حالات تمام باشندگان ہند کے لیے صورت عذاب تھے۔ لیکن مسلمانوں کو خاص نشانہ پر رکھا گیا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد دہلی کے بارے میں غالب لکھتے ہیں:

> واللہ ڈھونڈنے کو مسلمان اس شہر میں نہیں ملتا کیا امیر، کیا غریب کیا اہل حرفہ اگر کچھ ہیں تو باہر کے ہیں۔ ہنود البتہ کچھ کچھ آباد ہو گئے ہیں مفصل حال لکھتے ڈرتا ہوں۔ ملازمان قلعہ پر شدت ہے اور بازپرس اور داروگیر میں مبتلا ہیں۔ (۷)

۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کی معاشی، معاشرتی، تمدنی، ذہنی، نفسیاتی حالت تباہ و برباد ہو گئی تھی۔ زندگی بے مول ہو گئی۔ غم روزگار نے زندہ رہ جانے والوں سے زندگی کو چھین لیا۔ مسلم دست کار جو مختلف اشیاء تیار کرتے تھے ان کی بہت زیادہ کھپت درباروں میں ہوتی تھی۔۔۔ بہترین قسم کے قالینوں کی صنعت پر مسلمانوں کی اجارہ داری تھی۔ اعلیٰ درجے کی جامہ دار اور زربفت، جو اہل ثروت مرد اور عورتوں میں مروجہ وضع کے مطابق مقبول تھیں، مسلمان ہی بناتے تھے . درباروں کے غائب ہوتے ہی ایسی چیزوں کی مانگ ختم ہو گئی۔ کمپنی کے ملازمین نے جنھیں نجی تجارت کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ ایسے طریقے اختیار کیے جن سے بنگال کی صنعت پارچہ بانی پر مخالف اثر پڑا۔ (۸) مشرقی سمندروں میں یورپی ممالک کی قوت بڑھ جانے سے مسلم تجارت کو بڑا نقصان پہنچا تھا۔ کمپنی زیادہ تر حکمت عملی کے طور پر ہندو تاجروں سے کاروبار کرتی تھی۔ (۹) ملازمت کے حوالے سے حاکم ہمیشہ انگریز ہوتا تھا۔ اکثر اس کے بعد دوسرے درجے کا حاکم بھی اس قوم کا ہوتا تھا۔ ادنی درجے کی ملازمتوں میں ہندوؤں کے موافق امتیاز برتا جاتا تھا۔ (۱۰) زمین داری کا نظام قائم ہو جانے سے مسلمانوں میں بے روزگاری بڑھ گئی کیوں کہ نئے زمین داروں کو زمین منتقل کیے جانے سے قبل حکام مال کی حیثیت سے مسلمانوں کا تقرر ہوا کرتا تھا۔ اب جو نئے زمین دار بنائے جاتے تھے وہ ہمیشہ ہندو ہوتے تھے۔ (۱۱) باوجود یہ کہ مسلمان بہترین سپاہی ہوتے تھے۔ انھیں سیاسی وجوہ کی بنا پر ترجیح نہیں دی جاتی تھی۔ (۱۲) اس تمام صورت حال نے خاص طور پر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

مسلمانوں کو بہت متاثر کیا۔ زاویہ نگاہ بدل گئے، اسلوب میں تبدیلیاں آئیں۔ دل کو ان حالات کی تاب نہ تھی مگر کوئی چارہ نہ تھا کیوں کہ واقعہ تو نہایت سخت تھا مگر جان عزیز رکھنی ضروری تھی۔ لہٰذا زندہ رہنے کے لیے بہت سی اُن باتوں کو گوارہ کیا گیا جو نا قابل برداشت تھیں۔ لیکن اس ہنگامہ نے لوگوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ عوام نفسیات کے حوالے سے مختلف سطحوں پر تھے۔ حوصلہ مند بھی اور مایوس بھی، بے باک بھی اور مصلحت پسند بھی۔ روایت کے ساتھ جدت کی جانب بھی نظر اُٹھنے لگی تھی اور کش مکش حیات، و فکر و نظر نے بھی لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔

ایمان مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھ کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے (۱۳)

انگریزوں نے ہندوستان کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ انگریز حکمرانوں نے ہندوستان کے زرعی انتظام پر کاری ضرب لگائی۔ اس نے ایسی پالیسیاں بنائیں جن کی وجہ سے عوام کی معاشی حالت حد درجے خراب ہوگئی ۔۔۔ان کا نظام بھی انگریزوں کی استعمار پسندانہ حکمت عملی کی وجہ سے بری طرح متاثر ہوا تھا۔(۱۴) اس دوارن ہنگو نے اس مفروضہ پر اپنی حکمت عملی وضع کی کہ ساری زمین فرماں روا کی ملکیت ہوتی ہے اور بیچ کے لوگ محض ایجنٹ اور پٹے دار ہوتے ہیں جو کسان سے مال گزاری آنے پر کمیشن کے حق دار ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ موجودہ زمین دار کو صرف اس صورت میں بر قرار رکھا جا سکتا تھا اگر وہ مقررہ رقم ادا کرے۔ جو کسان کی استطاعت سے یقیناً باہر تھی حکومت نے مال گزاری کی شرح مقرر کر دی۔ اس سے خود کسان کا رشتہ زمین سے کٹ گیا وہ محض ایک مزدور بن کر رہ گیا۔ کسان کی حالت اتنی خراب ہوگئی کہ وہ زمین دار کے رحم و کرم پر رہ گیا۔ اب زمین دار ہر طرح زمین کا مالک تھا۔(۱۵) نئے برطانوی نظام کی وجہ سے جب زمینوں کی خرید و فروخت کا سلسلہ ہوا تو زمین ان تاجر پیشہ لوگوں نے خریدنی شروع کر دیں جن کے پاس فاضل سرمایہ تھا۔ اب زمین گاؤں کی خود کفیل اکائی سے الگ ہوگئی، زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا ذریعہ بن گئی(۱۶) تو اس طرح نہ صرف زمین سے رشتہ ٹوٹا بلکہ معاشی اور معاشرتی ڈھانچہ بھی بری طرح متاثر ہوا۔ دیہی شہری زندگی کے علاوہ طبقاتی مسائل بھی سامنے آنے لگے۔

اہل ہند پر مستحکم تسلط کے لیے انگریزوں نے تعلیم کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔ اس سلسلے میں اس نے مشنری طریقے اختیار کیے اور ایسی پالیسیاں بھی بنائیں جن سے ان کے مقاصد کا حصول آسان ہو جائے۔ حکومت مدرسے کی تعلیم کو بہتر بنانے میں متامل تھی۔ انگریزی زبان اور مغربی علوم کی تعلیم کا بندوبست کرنے کی سعی بھی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

بے دِلی کے ساتھ تھی اور کبھی پورے خلوص سے نہیں کی گئی[۱۷] مسلمان ان طریقوں سے خوش نہیں تھے جو مسیحی مبلغین نے اختیار کیے تھے۔ ان کے اصول کار توہین آمیز اور بھونڈے تھے۔ انیسویں صدی کے پہلے نصف حصے میں کمپنی کے دیوانی اور فوجی حکام میں جوش و خروش عام تھا۔ وہ ان بیانات سے متاثر تھے جو پارلیمنٹ میں دیے گئے تھے اور جن میں یہ کہا گیا تھا کہ اس وسیع علاقے کو مسیح کے لیے فتح نہ کیا گیا تو ہندوستان میں برطانوی حکومت کے قیام کا سارا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔[۱۸] انگریز بخوبی جانتا تھا کہ اس کے مقاصد کا حصول تعلیمی نظام کے ذریعے زیادہ آسانی سے ممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ انگریزی اقتدار اس تعلیم کی ترویج چاہتا تھا کہ جس کے ذریعے اہل ہند کو اپنے رنگ ڈھنگ میں اور اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکے۔ اس زمانے میں پروٹسٹنٹ مذہب کے تبلیغی تصور مسیحیت (Evangelical) اور افادیت پسندی (Utilitarianism) کی تحریکیں انگلستان میں زوروں پر تھیں۔ ان تحریکوں کے زیر اثر افادیت پسند تعلیم کے لیے کمپنی نے ایک لاکھ روپے کی رقم مختص کر دی۔۔۔ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کا عمل بھی تبلیغی تصور محبت اور تصور افادیت کا حصہ تھا۔ ۱۸۴۴ء میں انگریزی زبان و تعلیم ملازمت کے لیے ضروری شرط قرار دے دی گئی۔۔۔ میکالے انگریزی تعلیم کے ذریعہ ایک ایسا طبقہ پیدا کرنا چاہتا تھا جو رنگ و خون کے اعتبار سے تو ہندستانی ہو لیکن ذوق، رائے، اخلاق اور ذہن کے اعتبار سے انگریز ہو۔[۱۹]

انگریز زبان کے حوالے سے میکالے نے اپنی رائے کا اظہار اعلانیہ طور پر یوں کیا:

> ''ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہمارے کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق رائے اور الفاظ سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔''[۲۰]

انگریزوں نے نہایت چالاکی اور عیاری سے ہندوستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اپنے مقاصد کے حصول یعنی اس خطہ ارضی پر اپنی حکومت کے دوام کی خاطر اس نے یہاں کے اقتصادی نظام، انداز تعلیم اور زبان کو تبدیل کیا۔ اس کے لیے ایک ادارہ تو کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کے نام سے قائم کیا اور دوسرا دِلی کالج کے نام سے بنایا۔[۲۱]

فورٹ ولیم کالج عام طالب علموں کے لیے نہیں کھولا گیا تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز ملازمین کو بالخصوص ان ناتجربہ کار سول ملازمین کو جو سولہ سترہ سال کی عمر میں ہندوستان آئے تھے باقاعدہ تعلیم دے کر کمپنی کے مقبوضات کا نظم و نسق سنبھالنے کے لائق بنایا جائے گا۔[۲۲] اور دہلی کالج میں بنیادی طور پر سائنسی تعلیم پر زور دیا جاتا تھا اور اصل کوشش یہ تھی کہ تراجم کے ذریعے مغربی علوم کی ترویج کی جائے اور طالب علموں میں جدید

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

دور کے مسائل کو سمجھنے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نمودار ہونے والے تغیرات کی اہمیت کو محسوس کرنے پر آمادہ کیا جائے۔[۲۳]، لیکن جب اسے یہ احساس ہوا کہ یہاں سے تو وہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے جو ان کو مطلوب تھے تو ان دونوں اداروں کو ختم کر دیا۔

انگریز حاکموں نے ہمیشہ ایسا تعلیمی نظام اہلِ ہند کے لیے تیار کیا کہ اگر اس کے تحت تعلیم حاصل کر بھی لی جائے تو تہذیب نفس کا سامان نہ ہو اور روح کی تشنگی برقرار رہے۔ اس ادھورے تعلیمی نظام کی سب سے زیادہ مخالفت اکبرؔ نے کی کیوں کہ ان کی دور رس نگاہ نے دیکھ لیا تھا کہ اس نظام کا انجام کیا ہے۔ اس ادھوری تعلیم کے حوالے سے اکبرؔ کہتے ہیں:

علم پورا ہمیں سکھائیں اگر
تب کریں شکر مہربانی کا [۲۴] اکبرؔ

ہندوستان کا معاشرہ اور زبان و ادب جدید دور اور نئے انداز فکر سے خاصے متاثر ہوئے۔ مشرق اور مغرب کے مزاجوں کا فرق اور دنیا میں عالمی ادب پر ابھرنے والی مختلف تحریکوں کے اثرات، مقامی لہجہ اور آہنگ پر اثر ڈال رہے تھے۔ ساتھ ہی نئے علوم، اندازِ فکر کے نئے زاویئے، عقلی دلائل، فکری مباحث اور نفسیاتی الجھنوں نے روحانیت اور مادیت کا تقابل اور مباحث نے سائنس، مذہب اور اعلیٰ اقدار کے حوالہ سے بہت کی الجھنیں بھی پیدا کر دیں تھیں۔

فکری سطح پر بھی مغربی اثرات کی بنا پر عقل کو عقیدے پر اہمیت حاصل ہونے لگی۔ عقلیت، تشکیک، افادیت، فردیت کے تصورات نے اہلِ ہند کو بھی اپنی گرفت میں لینا شروع کر دیا۔

بدلتے ہوئے زمانے نے زندگی کے چلن کو بدل کر رکھ دیا۔ شاعری کے اسلوب و موضوع بدلنے لگے۔ تغیر تو زمانہ کا مزاج ہے لیکن جنگِ آزادی کے بعد کے حالات اور عالمی افق پر ہونے والی تبدیلیوں نے ہندوستان کے رہن سہن کو متاثر کیا۔ بقول ڈاکٹر محمد حسن:

> ”ہندوستان کی ذہنی تاریخ میں عظیم انقلاب پیدا کر دیا اور نظام تعلیم، معاشرت، اخلاق، ادب و فن غرض زندگی ساری قدروں میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔“[۲۵]

مغرب کا غالب رجحان مادیت کی طرف تھا جب کہ مشرق کا مزاج عشق، تصوف اور روحانیت کا تھا۔ اس زمانے میں مغرب اور اہل مغرب کے اثرات کی وجہ سے مشرق کا اپنا مزاج پس منظر میں چلا گیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

انگریز نے ایسا ماحول بنا دیا تھا کہ اہل ہند روز بروز، چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے، اس کے تہذیبی شکنجہ میں جکڑتے جا رہے تھے۔ اس تہذیبی یلغار اور طوفان خیزی کو روکنے کی مستحکم کوشش کرنے والوں میں اکبرؔ الہ آبادی کا نام سر فہرست ہے۔ اکبرؔ کا تہذیبی شعور بہت روشن ہے۔ وہ مغربی آقاؤں کے مغربی غلاموں کے انجام کا ادراک رکھتے تھے۔ جانتے تھے کہ روح سے خالی جسم زندہ نہیں کہلا سکتا، اپنی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے نئے زمانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے ہی سے مسائل زیست کا حل ملے گا ورنہ قوم کی منزل راستوں کی گرد میں کھو جائے گی۔ اکبرؔ چاہتے تھے کہ مغرب کی جدید علمی فتوحات تک رسائی سے پہلے مشرق کے دیدۂ دل میں وہ روشن خیالی پیدا ہو جس سے یہاں کے باشندے احساسِ تذلیل میں مبتلا ہوئے بغیر اپنی قومی و ملی روایات کے ساتھ ساتھ نئے علوم وفنون کے حصول کی جدوجہد کریں اور اس طرح نقال کہلانے کے بجائے خود موجد بنیں اور عظمت انسانی کے بلند مراتب حاصل کریں۔

ناز کیا اس پہ جو بدلا ہے زمانے نے تمہیں
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں (۲۶) اکبرؔ

بیسویں صدی کے آغاز کے قریب انگریزی معاشرت کے اثرات ہندوستان میں خاصے گہرے پڑنے لگے تھے۔ انگریزی زبان کا ذخیرہ الفاظ زبانوں پر چڑھ گیا تھا۔ لباس اور رہن سہن میں بھی انگریزوں کا تتبع کیا جانے لگا تھا۔ ہندوستان کے لوگ اپنی روایات کو مغربی تہذیب کے مقابلے میں کم تر سمجھنے لگے تھے۔ یہ سب باتیں اکبرؔ پر شاق گزرتی تھیں۔ اُس زمانے میں ان کا کلام طنز و ظرافت کے ذریعہ ہندوستان کے لوگوں بالخصوص مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے مقاصد سے بھرپور ہے۔ انہوں نے درآمدی نظریات، لباس، رہن سہن اور تہذیب پر تنقید کر کے لوگوں کا احساس کمتری دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۲۷)

اکبرؔ کو اس بات کا اچھی طرح ادراک تھا کہ مغربی حکمرانوں کے عزائم کیا ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ تعلیم کو انگریزوں نے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے اور اس طرز تعلیم پر ان کو بہت سے اعتراضات تھے کیونکہ انگریزوں کا دیا ہوا تعلیمی نظام صرف کٹھ پتلیاں بنا رہا تھا جس کی ڈوریاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اہل مغرب کے ہاتھ میں رہیں گی۔

اکبرؔ کے نزدیک انگریزوں کا ایک بڑا مقصد لوگوں کو اپنے آبا و اجداد کے کارناموں سے غافل کرنا تھا کیوں کہ آباؤ اجداد کے افسانے محکوموں کے جوش اور جذبہ کو زندہ رکھتے ہیں۔ (۲۸) جب قوم اپنے بے مثال

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

رہنماؤں سے انجان ہو جائے گی تو لازماً اس کے سامنے جو ستارہ بھی چمکے گا وہ اسے قطبی ستارہ سمجھے گی اور اس کے علاوہ احساس کم مائیگی اس کو کبھی نہ چھوڑے گا۔ مغربی طرزِ تعلیم میں دولت کا حصول اور معاشی مسائل نے مشرق میں تعلیم کے اخلاقی اور تہذیبی تصور پر ضرب لگائی۔ اکبرؔ اس سے بھی اچھی طرح آگاہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کہتے تھے:

مایوس کر رہا ہے نئی روشنی کا رنگ
اس کا نہ کچھ ادب ہے نہ کچھ اعتبار ہے
تقدیس ماسٹر کی نہ لیڈر کی فاتحہ
یعنی نہ نور دل ہے نہ شمع مزار ہے (۲۹) اکبرؔ

نقص تعلیم سے اب اس کی سمجھ ہی نہ رہی
دل تو بڑھ جاتا تھا اجداد کے افسانے سے
شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے (۳۰) اکبرؔ

اکبرؔ کو مغرب کی طرف سے ملنے والی ادھوری اور حکمرانوں کے مقصد کو پوری کرتی ہوئی تعلیم پر اعتراض تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اہل ہند خصوصاً مسلمان اپنے مذہب، اخلاق اور تہذیبی اقدار کے ساتھ رہتے ہوئے مکمل تعلیم اور ہنر حاصل کریں۔ اپنی تہذیبی روایات، مشرقی تفاوت کی روح اور اپنے مذہبی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے دنیا پر چھا جائیں۔

تعلیم وہ خوب ہے جو سکھلائے ہنر
اچھی ہے وہ تربیت جو روحانی ہے

وہ باتیں جن سے قومیں ہو رہی ہیں نامور سیکھو
اُٹھو ، تہذیب سیکھو، صنعتیں سیکھو، ہنر سیکھو
بڑھاؤ تجربے ، اطراف دنیا میں سفر سیکھو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

خواص خشک و تر سیکھو علوم بحر و بر سیکھو
خدا کے واسطے اے نوجوانو، ہوش میں آؤ
دلوں میں اپنے غیرت کو جگہ دو ہوش میں آؤ (۳۱)اکبرؔ

اکبرؔ نے جان لیا تھا کہ مسلمانان ہند کے عناصر ترکیبی میں مذہب اور تہذیبی روایات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور انقلاب زمانہ ان سے ان ہی دونوں کو چھینے جارہا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ تباہی، گمنامی اور موت ہے۔ اس بناء پر انہوں نے اپنے طرز اسلوب میں قوم کو بیدار کرنے اور اس تباہ کن خطرہ سے باخبر کرنے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے۔ اکبرؔ کے کلام نے اُردو شاعری کو طنز و مزاح کے ساتھ دکھ کی کرب انگیز کیفیت سے آشنا کیا اور فکری سطح پر احیاء ملت اور اہلیان ہند کے مشرقی تشخص کو ابھارنے کی بہترین کوششیں کی۔

اب کہاں ذہن میں باقی ہیں براق و رفرف
ٹکٹکی بندھ گئی ہے قوم کی انجن کی طرف

ہم میں باقی نہیں اب خالدِ جانباز کا رنگ
دل پہ غالب ہے فقط حافظِ شیراز کا رنگ

جوہر تیغِ مجاہد ترے ابرو نثار
نورِ ایماں کا ترے آئینہ رو پر نثار

میرے اسلام کو اک قصۂ ماضی سمجھو
ہنس کے بولی کہ تو پھر مجھ کو بھی راضی سمجھو (۳۲)اکبرؔ

آپس میں بھی تم لوگ موافق نہ رہو گے
ایک ایک کو دیکھے گا یہ اکراہ و بہ انکار
آخر کو رہو گے نہ ادھر کے نہ اُدھر کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

انگریز بھی کھنچے رہیں گے قوم بھی بے زار (۳۳)اکبرؔ

اکبرؔ کا زمانہ تہذیبی تصادم کا زمانہ تھا۔ اکبرؔ جانتے تھے کہ ان کا مقابلہ ایک ایسی قوم سے ہے جو دنیا میں سین کی اولین صفوں میں کھڑی ہے اور اس نے نہایت مہارت سے اہل ہند کو پسپا کر دیا ہے۔ اکبرؔ اپنی قوم کی بہادری سے بھی آگاہ تھے اور ان کی اندر کے جوہر سے بھی واقف تھے جو شکست کی گرد سے دھندلا ہو گیا تھا۔

انیسویں صدی کے ربع آخر اور بیسویں صدی کے ربع اول کا شائد ہی کوئی ایسا گوشہ ہو گا کہ جس پر اکبرؔ کے طائر فکر نے پرواز نہ کی ہو۔۔۔ اکبرؔ کے نزدیک قومی تہذیب و معاشرت کی اساس دینی عقائد اور اخلاقی تصورات پر قائم ہے اور مغرب کے مادہ پرستانہ افکار اسی اساس پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اس سلسلے میں اکبرؔ نے مسائل تعلیم کے علاوہ مشرق و مغرب ، مذہب و سائنس اور قدیم وجدید کے عصری مباحث کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔(۳۴) مغرب کے مادی علمی عروج اور مشرق کی ذہنی و روحانی زوال کو ایک حقیقت پسند مفکر کی نگاہ سے دیکھ کر اس کا بے لاگ تجزیہ کر رہے تھے۔(۳۵)

اکبرؔ نے قوم کو اس کی کمزوریوں سے آگاہ کیا وہ چاہتے تھے کہ اہل ہند خاص طور پر مسلمانان ہند اپنے جوہر کو پہچانیں اور مغرب کی چالوں کو سمجھیں۔

صبر باقی ہے نہ ہم میں باہمی اعزاز ہے
سب کی ہے تذلیل اور تعظیم ان کے ہاتھ میں
شیخ کی جانب کوئی جاتا نہیں کہتے ہیں سب
ہے فقط اب کوثر و تسنیم ان کے ہاتھ میں
مغربی رنگ و روش پر کیوں نہ آئیں اب قلوب
قوم ان کے ہاتھ میں تعلیم ان کے ہاتھ میں
مغرب ایسا ہی رہا اور ہے اگر مشرق یہی
ایک دن دیکھیں گے ہفت اقلیم ان کے ہاتھ میں

(۳۶)اکبرؔ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

نقل مغرب میں جو چھوڑی ایشیا نے اپنی اصل
گھٹ گئی شان عرب حسن عجم جاتا رہا (۳۷)اکبرؔ

اکبرؔ چاہتے تھے کہ قوم شعور کی آنکھوں کو کھول کر رکھے اور اس سیل بلاخیز کی نذر نہ ہو جائے۔ انگریز کی مجبوراً و مصلحتاً تقلید کرنے کی وجہ سے جس قسم کی سطحی تہذیب و معاشرت یہاں جنم لے رہی تھی اکبرؔ اس کے نتائج و عواقب پر غور کر کے حیرت زدہ اور اس بات پر متاسف و متالم تھے کہ آخر یہ ملک اور یہ قوم، کون سی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ اکبرؔ کو اس قسم کی مبہم کیفیت کا احساس تھا کہ قوم نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے، عجیب سانچہ میں ڈھل رہی ہے۔ (۳۸)

اکبرؔ کی شاعری اور اک ذات کا پیغام دیتی ہے مکمل تعلیم و تہذیب سے آشنائی کا درس دیتی ہے۔ اکبرؔ چاہتے تھے کہ مغرب کی جدید علمی فتوحات تک رسائی سے پہلے مشرق کے دیدہ و دل میں وہ روشن خیالی پیدا ہو جس سے یہاں کے باشندے احساس منفعل میں مبتلا ہوئے بغیر اپنی قومی و ملی روایات کے ساتھ ساتھ نئے علوم و فنون کے حصول کی جدوجہد کریں اور اس طرح نقال کہلانے کی بجائے خود موجد بنیں اور عظمت انسانی کے بلند تر مراتب حاصل کریں۔ (۳۹)

اکبرؔ کی شاعری کا خاص وصف یہ ہے کہ اس میں ظرافت اور دردمندی کے علاوہ عاجزی بھی شامل ہے۔ (ان کا)۔۔۔سب سے زیادہ اہم اور پر اثر موضوع قومی تہذیب و معاشرت ہے جس کی اساس اخلاقی تصورات کے علاوہ دینی عقائد ہیں۔ دوسری جانب مشرق و مغرب، مذہب و سائنس اور قدیم و جدید کے عصری مباحث بھی اہم ہیں جن کے ذریعے انھوں نے اپنی فہم و فکر کی وضاحت کی۔ اکبرؔ کا مطمع نظر یہ تھا کہ تہذیبی ورثے اور قومی سرمائے کی حفاظت کی جائے، خود شناسی کے ذریعے اپنے قدموں کو مضبوطی سے جما کر آگے بڑھا جائے۔ (۴۰)

قدیم مشرقی علوم کی بے قدری اور تحقیر اور جدید مغربی علوم کے سطحی انداز کے انجذاب کو بڑے یقین کے ساتھ قوم کے حق میں مہلک اور تباہ کن سمجھتے تھے۔

طریق حکمت و ترائیں ہر ایک رنگ میں ہے
نہ سمجھو یہ کہ فقط مغربی ہی ڈھنگ میں ہے (۴۱)اکبرؔ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

تو وضع پر اپنی قائم رہ قدرت کی مگر تحقیر نہ کر
دے پائے نظر کو آزادی خود بینی کو زنجیر نہ کر (۴۲) اکبرؔ

درج بالا شعر در حقیقت اکبرؔ کے تہذیبی شعور کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ ترقی اور اصلاح کے مسلسل عمل کے قائل ہیں جو فطرت کا تقاضا ہے لیکن معاشرے میں اندرونی کمزوریوں اور بیرونی اثرات نے جو منفی شکل اختیار کر لی تھی اس پر کھل کر طنز کرتے نظر آتے ہیں۔ برق کلیسا، جیسی نظمیں مشرق اور مغرب کے نوجوانوں کی صورت حال کی عکاسی کے ساتھ ساتھ ان کی علامت بھی معلوم ہوتی ہیں۔ اکبرؔ کی یہ مسلسل غزل ایک طرح کی پیشن گوئی ثابت ہوئی۔

یہ موجودہ طریقے راہی ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے (۴۳) اکبرؔ

ہماری اصطلاحوں سے زباں نا آشنا ہوگی
لغات مغربی بازار کی بھاکا میں ضم ہوں گے
بدل جائے گا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہوں گے
گزشتہ عظمتوں کے تذکرے بھی رہ نہ جائیں گے
رہ کتابوں ہی میں دفن افسانہ جاہ وحشم ہوں گے (۴۴) اکبرؔ

نہ علم فطرت میں تم ہو ماہر نہ ذوق طاقت ہے تم سے ظاہر
یہ بے اصولی بہت بری ہے تمھیں نہ رکھے گی یہ کہیں کا (۴۵) اکبرؔ

مختصر یہ کہ اکبر الہ آبادی نے اپنی شاعری کے ذریعے نہ صرف اپنے عہد بلکہ آنے والے خطرات سے بھی قوم کو گاہ کیا۔ آج ہم جن حالات کا سامنا کر رہے ہیں، قومی اور ملی بلکہ انسانی سطح پر معاشرہ جس زوال کا شکار ہے ،اس کا ایک سبب دانشورانِ قوم کے علمی و ادبی سرمائے سے غفلت بھی ہے۔ ان شعرا نے جن حالات کی پیشن گوئی کی تھی ہم ان کو حرف بہ حرف سچ ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ بالخصوص صیہونی جارحیت، عالمی بے حسی اور ملی وجود کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

بے معنویت کا ہول ناک تجربہ اس کا ثبوت ہے۔ اس وقت میرؔ، غالبؔ، حالیؔ، شبلیؔ، اکبرؔ اور اقبالؔ جیسے شعرا کے بغور مطالعہ کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ صفیہ بانو، ڈاکٹر، ''انجمن پنجاب تاریخ و خدمات''، طبع اول ۱۹۷۸ء، کفایت اکیڈمی، کراچی، ص ۸۱

۲۔ کلثوم نواز، ''رجب علی بیگ کا تہذیبی شعور''، ۱۹۸۵ء، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳۰

۳۔ کشفی، ابوالخیر، ''اردو شاعری کا سیاسی واور تاریخی پس منظر'' (۱۷۰۷-۱۸۵۷تک)، ۱۹۷۵ء، آر بی پبلی کیشنز، کراچی، ص ۲۹۲

۴۔ قریشی، اشتیاق حسین، مترجم، زبیری، بلال احمد، ''برِ اعظم پاک و ہند کی ملتِ اسلامیہ''، ۱۹۹۹ء، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ص ۲۷۷

۵۔ ایضاً، ص ۲۵۱

۶۔ ایضاً

۷۔ کشفی، ابوالخیر، ''اردو شاعری کا سیاسی واور تاریخی پس منظر'' (۱۷۰۷-۱۸۵۷تک)، ص ۳۱۸

۸۔ قریشی، اشتیاق حسین، مترجم، زبیری، بلال احمد، ''برِ اعظم پاک وہند کی ملتِ اسلامیہ''، ص ۲۸۴

۹۔ ایضاً، ص ۲۸۵

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۷۸

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۷۹

۱۳۔ غالب، اسد اللہ خان، مرزا، دیوانِ غالب، ۱۹۹۷ء، فضلی سنز، کراچی، ص ۱۷۳

۱۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، '' تاریخ اردو ادب''، جلد سوم ۲۰۰۶ء، مجلس ترقی اردو، لاہور، ص ۳۱

۱۵۔ ایضاً، ص ۳۲

۱۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، '' تاریخ اردو ادب''، جلد سوم ۲۰۰۶ء، ص ۳۲

۱۷۔ قریشی، اشتیاق حسین، مترجم، زبیری، بلال احمد، ''برِ اعظم پاک وہند کی ملتِ اسلامیہ''، ص ۲۸۷

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۹۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۹۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، " تاریخ اردو ادب"، جلد سوم، ص ۲۴
۲۰۔ صفیہ بانو، ڈاکٹر، "انجمن پنجاب تاریخ و خدمات"، ۹۰
۲۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، " تاریخ اردو ادب"، جلد سوم، ص ۲۴
۲۲۔ سبط حسن، سید، " فورٹ ولیم کالج"، مشمولہ: سہ ماہی " اردو"، جنوری ۱۹۶۶ء، انجمن ترقی اردو، کراچی، جلد ۴۲، شمارہ ص ۹۱
۲۳۔ صفیہ بانو، ڈاکٹر، "انجمن پنجاب تاریخ و خدمات"، ص ۶۵
۲۴۔ اکبر الہ آبادی "کلیاتِ اکبر"، حصہ اول، س ن، مکتبہ شعر و ادب، لاہور، ص ۱۴
۲۵۔ ناہید قاسمی، ڈاکٹر، " جدید اردو شاعری میں فطرت نگاری "، ۲۰۰۲ء، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی، ص ۲۳
۲۶۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، " اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر "، ۱۹۹۸ء، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۳۹۱
۲۷۔ محمد زکریا، خواجہ، ڈاکٹر، "اکبر الہ آبادی تحقیق و تنقیدی مطالعہ "، ۱۹۸۶ء، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۴۰
۲۸۔ ایضاً
۲۹۔ اکبر الہ آبادی "کلیاتِ اکبر"، حصہ اول، س ن، ص ۱۸۰
۳۰۔ ایضاً، ص ۶۸
۳۱۔ ایضاً، ص ۱۲۹-۱۶۰
۳۲۔ اکبر الہ آبادی۔ صدیق الرحمٰن قدوائی، " انتخاب اکبر الہ آبادی"، مکتبہ جامعہ دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی، ص ۸۲
۳۳۔ ایضاً
۳۴۔ ایضاً
۳۵۔ ایضاً

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-30

ماخذ تحقیقی مجلہ

۳۶۔ اکبر حسین سید(اکبر الہ آبادی)، " کلیاتِ اکبر "،حصہ اول، ایڈیشن پنجم،۱۹۱۸ء،اسٹنڈرڈ پریس، الہ آباد،ص۳۸

۳۷۔ایضاً

۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ ایضاً

۴۰۔ عشرت رومانی، " مقصدی شاعری:ایک جائزہ "،۲۰۰۷ء۔ نقش پبلی کیشنز،ص۱۱۰۔۱۱۱

۴۱۔ اکبر الہ آبادی" کلیاتِ اکبر"،ص۴۰۷

۴۲۔ ایضاً،ص۳۲۵

۴۳۔ ایضاً،ص۵۷

۴۴۔ اکبر الہ آبادی۔صدیق الرحمٰن قدوائی، " انتخاب اکبر الہ آبادی"،ص۱۴

۴۵۔ ایضاً،ص۱۷